

بیدی:- آتاں نیں اتاں بھاجی کو کچھ ہو گیا ہے....

جنتے:- (فُرَا اٹھتی ہے) ہا ہائے... کی ہو گیا ہے.

بیدی:- پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ ملنوں کی طرح سرمارتے ہیں پوس یوں کر کے....
آپاں جی۔

مریم لٹکنے لگتی ہے پھر کچھ سوچ کر مسکراتی ہے اور پیٹھ جاتی ہے۔ بیدی اور جنتے بھاگ
کر کمرے کی طرف جاتی ہیں۔ جہاں عارف موسیقی پر سردہن رہا ہے۔ حیرت سے
دیکھتی ہے۔

جنتے:- عارف... عارف بیٹے... ہا ہائے اس پر تو سایہ ہو گیا ہے بیدی۔

بیدی:- ہائے بھاجی...

جنتے:- وے روشنیا... روشن۔

روشن آتا ہے۔

جنتے:- اے دیکھ کیا ہو گیا ہے۔

روشن آگے آتا ہے اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔ عارف مژتا ہے۔ کانوں
میں سے پلگ نکالتا ہے۔

عارف:- جی کیا بات ہے؟

روشن:- چلنا نہیں عجیب گھردی کھنے۔

عارف:- چلنا ہے۔

روشن:- تو چلو پھر... اور اچھی طرح پیٹ لپاٹ لو اپنے آپ کو باہر کھلی فضائیں
سردی ہوتی ہے۔

کران سے بات کرتے ہیں۔ اور پچھے دیکھ رہے ہیں۔ گاؤں میں گھوم رہے ہیں یاد رہے کہ اب مریم اور عارف کی ناپسندیدگی کچھ کم ہو چکی ہے۔ روشن ان کے ساتھ زیادہ بے تکلف نہیں ہو گا۔ اس کے ذہن پر زمین کی فردخت کا سلسلہ ہے۔ یہ چاروں گاؤں سے باہر نکلتے ہیں۔ ایک قبرستان کے نزدیک سے گزرتے ہیں۔ روشن ٹھہرتا ہے۔

روشن :- وہ اُدھر ہمارے دادے کی قبر ہے... اور دادی کی ...

عارف :- (جیران ہو کر) اچھا؟ ... وہ ہمارے بھی تو دادا اور دادی تھے۔

روشن :- ہاں لیکن تم نے ان کو یاد نہیں رکھا ...

مریم :- بھار روشن محروم کے دونوں میں قبروں پر مشی ڈال دیتے ہیں... اور میں پوچھا کرتی ہوں۔

مریم :- کچھ قبریں بالکل خستہ حال ہیں۔

روشن :- جن کے بیٹے مٹی نہیں ڈالتے اُن کی قبروں کا یہی حال ہوتا ہے ... چلیں؟

عارف :- ہاں۔

روشن :- فاتحہ نہیں پڑھنا؟ ...

عارف :- ہاں آں... غرور

فاتحہ پڑھتے ہیں۔ مریم سوچ میں ہے، آگے جاتی ہے۔

مریم :- کون سی قبر ہے؟

روشن :- یہ ہماری دادی جان ہیں... اور یہ پردادا ہے ہمارا۔

مریم پڑھ کر قبروں کو ہاتھ لگاتی ہے۔ جیسے ان سے رابطہ قائم ہو رہا ہے۔ ہتھیلی پر مٹی لگ جاتی ہے۔ ہتھیلی کا کلوز جھاڑنے لگتی ہے۔ پھر نہیں جھاڑتی۔ ایک بوڑھا آتا ہے اس نے گدھے پر چارہ لادر کھا ہے۔ اسے ہانکتا ہوا آرہا ہے۔ سب کو

کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

بُوڑھا : - اوئے روشنیا... یہ امام دین کے ہیں ہیں؟ ... وہ بھٹی وادھر
آؤ... میں تمہارا چاچا شیرا ہوں... پیار لو بھٹی... (پیار دیتا ہے،
مریم آرام سے پیار لیتی ہے اور کچھ محسوس کرتی ہے، بیٹا تمہاری زمین
ہے یہاں، مکان ہے یہاں... آیا کرو اپنے گاؤں میں... اور راضی بانی
ہونا؟ ... روشنیا میں نے تیرے کھیت ہیں سے دو گنے لیے تھے.
میں رہ نہیں سکا... میٹھے بہت ہیں.

روشن : - چاچا تیرا اپنا کھیت ہے تو بے شک سارے گنے پڑیں کے ان کا گڑ
بنائے.

بُوڑھا : - جیتا رہ جیتا رہ.

عارف : - یہ کون سا چاچا ہے؟ رشتے دار ہے ہمارا؟
روشن : - ہاں... ہم سب آپس میں رشتے دار ہی ہوتے ہیں...
مریم : - اور وہ ساری عورتیں جو مجھے روک روک کر پیار دیتی تھیں...
ملتی تھیں...

عارف : - مسکرا کر کر زن ز...

مریم : - ہاں کر زن ز دروشن کو دیکھتی ہے، جی تو اب کہ صرچانا ہے؟
روشن : - اپنی زمین کی طرف.

— ۵۶۴ —

ایک راستے پر جا رہے ہیں... پھر ایک جگہ پہنچتے ہیں، جس کے پس منظر پیں جنگل
وغیرہ ہونا چاہیے، ایک پھولس کی جگہ یا کوئی ڈھارا وغیرہ، وہاں ایک دوچار پایا
ہیں، مویشی، کھیت، اور پرے گنے کا ایک کھیت، یہاں جب یہ پیٹھ رہے ہیں،

توار گردد کاظمارہ دکھائی دے اور موسیقی، کیونکہ یہی زمین ہے۔ روشن کھڑی ہوئی
چار پائیوں کو بچھاتا ہے۔

بیدی :- آپاں جی میں آپ کے پیسے گئے لاوں؟ ہیں بھاجی؟
روشن :- ہاں دفع ہو...

بیدی :- میں ہو گئی دفع بھاجی۔

مریم :- (کھیتوں کی طرف دیکھتی ہے اور پھر جگ کر زمین کریدتی ہے) یا
یہی ہماری زمین ہے؟

روشن :- ہاں... (اشارة کرتا ہے) وہ دوکھیت تھا رے میں اور وہ ہمارے
اور وہاں کچھ کلرزدہ زمین ہے جسے میں خود آباد کرنے کی کوشش
کر رہا ہوں...

مریم :- یہ نفایں کس چیز کی خوبی ہے؟

روشن :- سرسوں کی... ان دونوں ہوا میں سرسوں کی خوبی تیرتی رہتی ہے...
اور یہ تھا رے کھیت سے آرہی ہے، وہی کھیت جسے تم لوگ یہ پ
دینا چاہتے ہو۔

عارف :- روشن بھائی دراصل میں امریکیہ جانا چاہتا ہوں اور... جبکہ یہ ہے۔

مریم :- تم ساری رات را کھی پر بیٹھتے ہو رہ دشنا؟

روشن :- ہاں مجھے جاننا پڑتا ہے... اس کی حفاظت کیلے... میں ان
دلنوں میں ہوتا ہوں۔

مریم اٹھتی ہے اور ادھراً دھر گھومتی ہے، وہ سرسوں کے کھیت میں ہے، اور اس
کی خوبی سے لطف انداز ہوتی ہے مختلف کھیتوں میں۔ ایک موئیاڑ جس سے
ظاہر ہو کہ زمین کی کشش اس پر عادی ہو رہی ہے، واپس آتے ہیں عارف اور

روشن پر۔

روشن :- یہ جو تمہاری عزت ہوتی ہے اس گاؤں کی گلیوں میں چلتے ہوتے اور
ہر ایک نے تمہاری راہ میں آئکھیں بچھائی ہیں تو جانتے ہو کیوں...؟
اس پہچان کی وجہ سے اس زمین کی وجہ سے اور اس پر لانے کھرگی وجہ
سے جہاں اب بھی ہمارے بزرگوں کی مہک ٹھہری ہوئی ہے۔

عارف :- روشن بھائی میں تو... مجھے دراصل کچھ پتہ، یہ نہیں تھا کہ زمین اور
عزت میں کیا رشتہ ہے... لیکن آپ نہیں مانیں گے۔

بیدی آتی ہے۔

بیدی :- آپاں جی کہاں ہیں؟

روشن :- آجاتی ہے بیٹھو۔

بیدی :- لوجاجی گندے عارف کو دیتی ہے... مریم کو دیکھتی ہے، آپاں جی
آگئے...۔

سب لوگ ایک گناہ کرتے ہیں۔ مریم اور عارف چوس نہیں سکتے۔

بیدی :- میں چھیل دوں آپاں جی... میں آپ کو گندہ سیاں بناؤ کر دیتی ہوں۔

مریم :- ہاں مجھ سے تو... بہت مشکل ہے ہاں۔

عارف :- ہاں میری تو باچھیں زخمی ہو گئی ہیں اندر سے۔

پر سے چاکر بیٹھ جاتا ہے۔

مریم :- سردی کچھ نریادہ نہیں؟

روشن :- کھلی فضا ہے ناں اس سیے۔ تم لوگوں نے سکل واپس جانا ہے ناں؟

مریم :- ہاں... میں وہ کام ہو جائے (پددلی سے) تو... پڑے جائیں گے۔

روشن :- مریم... مجھے تم سے ایک کام ہے۔

مریم :- مجھ سے؟

روشن :- اپنے اب تک کو کہو کہ زمین کسی اور کو نہ بیچے... مجھے صرف چھ ہیجنے دے جسے... میں مرنا جاؤں پر میں رقم بنالوں گا... تم یہ سفارش کر دو تو میں ساری چیاتی تمہارا احسان یاد رکھوں گا (آبدیدہ) دیکھ مریم ان کھیتوں کو، یہ ہمارے ہیں... یہ مجھے پیارے ہیں. میں ان سے جدا نہیں ہو سکتا.

مریم :- (کچھ محسوس کرنے ہوئے کاہنی ہے) مجھے سردی لگ رہی ہے.
روشن :- ہم ایک دسرے کو نہیں جانتے، پر ایک ہی دادے کی اولاد ہیں...
میں تمہارے دادے کی قبر کو آبادر کھتا ہوں مریم... اس پہنچی ڈالتا ہوں ہر دو ہیجنے بعد... اپنی زمین نہیں ہو گی تو مٹی کہاں سے ڈالیں گے.

کنڑی پر۔ مریم ایک طرف ہو کر بیٹھی ہے اور اس کی طبیعتِ ٹھیک نہیں۔ عارف ابھی تک گنے کو لگا ہوا ہے۔ بیدی کوئی کام کر رہی ہے۔ روشن دو رصد دوہرہ ہے۔ جاگر بھرتی ہے تو اٹھا کر باہر رکھتا ہے اور پھر اٹھانے کے لیے سر پر اتنی رکھتا ہے۔ اٹھانے لگتا ہے تو مریم آگے آتی ہے۔
جاگر پر ہاتھ رکھ کر

مریم :- میں مددگر دوں؟

روشن :- نہیں میں اٹھا لوں گا۔ (ہاتھ لگتا ہے) تھیں تو بخار ہے... بتایا کیوں نہیں؟

عارف :- روشن بھائی۔

روشن:- کچھ نہیں ہوتا... یوں ہی... سردی تھی نا۔ گھر جا کر دودھ میں گھی
ٹلا کر پلائیں گے تو ٹھیک ہو جائے گی۔

بیہدی:- آپاں جی...

روشن:- تم شہرو...

قریب ہی دو گھنے بندھے ہوتے ہیں۔ ان کو لانا ہے۔ ایک پر مریم کو بٹھاتا ہے اور
دوسرے پر عارف کو، لیکن اسکا کچھ نہیں۔ آگے روشن۔ اس کے پچھے دونوں گھنے۔
سب سے پچھے بیہدی اچھلتی ہوتی۔ شام کا وقت۔ نہر پاکوئی راستہ جس پر ۵۷۸
MSHOT میں دکھاتے ہیں۔

— CUT —

گھر، فیض، فضل اور جنتے بیٹھے ہیں۔

جنتے:- ٹھیک ہے جھائی فضل... ہم یہ مکان خالی کر دیں گے۔

فیض:- تمہارے حصے میں آیا تھا تمہاری مہربانی ہے کہ اتنا عرصہ ہمیں یہاں

سرچھپانے دیا:

فضل:- مجھے مجبوری نہ ہوتی نا تو... نہ میں یہ مکان بیچتا اور نہ زہین۔

جنتے:- زمین کس کے ہاتھ پچی بھائی فضل؟

فیض:- اس نے نمبرداروں سے بیان پکڑ لیا ہے۔

فضل:- تمہارے پاس رقم نہیں تھی انہوں نے اپھی قیمت لگائی تو... پر

بھائی فیض ایک وعدہ چاہیئے مجھے آپ کا... آپ حق شفع نہیں

کرو گے۔

فیض:- نہیں تم میرے بھائی ہو... میں بھائیوں سے جگڑا نہیں کیا کرتا۔

فضل:- اور روشن...

فیض :- اُسے میں سمجھا لوں گا۔

روشن۔ مریم۔ عارف اور بیدری داخل ہوتے ہیں۔

جنتے :- آؤ جی بسم اللہ... ہو گئیں سیریں...
بیدری :- اماں آپاں جی کو بخار چڑھ گیا ہے...
جنتے :- خیری ملے...
فضل :- کیا ہوا بیٹھی...
مریم :- یونہی بس... کوئی خاص پات نہیں ہے اب تو...
روشن :- اس کو عادت نہیں ہے ناکھلی فضاوں کی... ذرا ہوا لگ گئی ہے۔
مریم سیڑھیوں کے پاس جاتی ہے۔ موسمی۔ اب پہلی مرتبہ ان پر چڑھتی ہوئی...
نصف سیڑھیوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ اور کچھ آوازیں جو صاف نہیں اس پر اور لپ پر
ہوتی ہیں۔

فضل :- کہاں جا رہی ہو۔

مریم ان آوازوں کو سننے کی کوشش کرتی ہے پھر نیچے آ جاتی ہے۔

جنتے :- اس کی ماں اللہ بخشنے چھت پر چار پائی ڈال کر بیٹھ جاتی تھی اور اسے
بلاتی تھی مریم مریم اور یہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں پھلانگتی اس کے پاس
پہلی جایا کرتی تھی... تم لیٹ جاؤ نورا... بیدری یہ ذرا لا تھوپاؤں دے
دے، بہن کے میں دودھ گرم کر کے لاتی ہوں گھی کے ساتھ!

فضل :- یہاں نزدیک ہی کوئی ڈاکٹر ہوگا؟

فیض :- ڈاکٹر تو نہیں ہے البتہ ایک ترکمان ہے جو بڑے اچھے شیکے لگاتا ہے۔

فضل :- ہم واپس نہ چلے چلیں ابھی۔

مریم :- ادھو ابوہلکا سابخار ہے... پلیز مجھے بس آلام کرنے دیں...

چاچا ہر بان آتا ہے۔

مہربان :- ادھو پتھری کو بخار ہو گیا ... جتنے مرغی نہ کر لیں ... سخنی بنالیں .
ذراعات آجائے گی .

مریم :- بس آپ لوگ مجھے ریست کرنے دیں ... پلینز
سب باہر آ جاتے ہیں .

عارف :- یہ کوئی ڈاکٹر ہے جو ٹیکے لگاتا ہے ؟
جتنے :- نہیں پتھر ... ترکھان ہے پر اس کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے .

عارف :- تو اسے نہ بلا لیں ابو ...

فضل :- ہاں دکھائیں تو ہتر ہے اور انشاء اللہ صبح سوپرے نکل چلیں گے
یہاں سے ...

روشن :- یہیں جاتا ہوں .

جتنے اندھیں بھی گمرے سے باہر جاتے ہیں ، بیدی مریم کے ہاتھ پاؤں دبا
رہی ہے .

مریم :- بس کر بیدی .

بیدی :- آپاں جی . آپاں جی . اب ٹھیک ہونا .

باہر جاتی ہے .

فضل :- دجیپ میں سے روپے نکال کر ، عارف ان پیسوں کو سنبھال لو ...

(مریم دیکھتی ہے) مکان اور زین کے بیانے کے ہیں .

عارف :- ابو ... دھ . آپ نے بات ہی نہیں کی ہم سے .

فضل :- اچھی قیمت مل گئی ہے .

عارف :- ابو ہماری زین میں ان دلوں سرسوں پھولی ہوتی ہے . آپ نے

دیکھی ہے؟

فضل :- نہیں یہ اس طرف نہیں گیا۔

عارف :- آپ دیکھتے تو ہی۔

روشن اور ترکھان ڈاکٹر ملی داخل ہوتے ہیں۔

روشن :- اس بی بی کو بخار ہے۔

کرملی :- ڈرست انداز میں اس کا بخار دیکھتا ہے۔

کرملی :- بس ٹھنڈا لگ گئی ہے۔ شہروالے ذرا نازک ہوتے ہیں ناں . . .

ٹھیک ہو جائے گی جب تک . . . (بیگ میں سے گولیاں نکالتا ہے) یہ

ابھی کھالو... اور یہ ایک ٹیکہ لگا دیتا ہوں طاقت کا۔

عارف :- سرخ تو ٹھیک ہے ناں؟

کرملی :- جی ہاں . . . بیس برس سے اس گاؤں میں میرے مقابلے میں

کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہیں تھہرا۔ اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو جائے

گی سو یہ بھک۔

ٹیکہ لگاتا ہے، مریم پر غنوڈگی طاری ہو رہی ہے۔

کرملی :- ابھی سوچائے گی۔

روشن کرملی کو کچھ پیسے دیتا ہے اور وہ چلا جاتا ہے۔ روشن قبوڑا سا پریشان ہے۔

روشن :- آپ نکرنا کریں چاچا فضل . . . اچھا یہیں چلتا ہوں۔

مریم :- کہاں جا رہے ہو روشن؟

روشن :- میں؟ میں را کھی کرنے چاہتا ہوں اپنے کھیتوں کی مریم . . . اپنے اور تمہارے کھیتوں کی۔

عارف اور فضل ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں، روشن جاتا ہے۔

مریم دوہ کھیت تو ہمارے نہیں رہے۔ ہمارے نہیں رہے۔
فضل ہے۔ بیٹے تم آرام کرو۔ سورج کی پہلی کرن کے ساتھی ہم یہاں سے نکل
چلیں گے۔

ماتھے پر ہاتھ رکھتا ہے اور اس کا چہرہ تشویش سے بھر جاتا ہے۔ عارف سے
کہتا ہے۔

بخار تو بہت ہی تیز ہے۔

جنستے اور بیدی آتے ہیں۔

جنستے ہے۔ (ہاتھ میں گلاس) مریم... شاید سوگئی ہے۔ چلو سب لوگ اسے آرام
کرنے دو۔ بھائی فضل۔ عارف تمہارے بستر میں نے ساتھ دالے کمرے میں
کر دیے ہیں۔ چلو انہوں۔ اشارہ اللہ تھیک ہو جائے گی۔ صحیح تک۔
سب اٹھ کر جاتے ہیں۔ کبھرہ مریم پڑا وہ اگرچہ غنودگی میں ہے۔ لیکن بے چین ہے۔

— ۶۴ —

روشن ڈانگ ہاتھ میں پکڑے کھڑا ہے۔ جنگل میں سے جانوروں کی آوازیں آرہی
ہیں اور وہ بالکل مستعد ہے۔

— ۶۵ —

عارف اور فضل بیٹے ہوتے ہیں۔ لیکن جاگ رہے ہیں۔

— ۶۶ —

مریم کر دیں بدلتی ہے اس کے ماتھے پر پیش ہے۔

— ۶۷ —

جنستے بیدی اور فیض بھی اپنے اپنے بستروں پر لیکن سبھی جاگ رہے ہیں۔ البتہ
جنستے کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔

ہم مریم کے کلوز پر جاتے ہیں۔ اب آہستہ آہستہ وہ زیادہ بے چین ہو گئی۔ اس پر دہی موسیقی اور ریپ ہو گی جو سٹریہیاں دیکھتے وقت چلتی تھی۔ اور پھر وہ آوازیں جو سمجھدی نہیں آ رہی۔ وہ پہلو بدلتی ہے۔ پھر دھیرے دھیرے اٹھتی ہے۔ باہر جاتی ہے۔ سٹریہیوں کے قریب۔ سٹریہیوں پر چڑھتی ہے۔ درمیان میں رکتی ہے اور یہاں سے وہ آوازیں جو اس کی ماں کی ہیں، صاف ہونے لگتی ہیں۔

آواتہ:- مریم۔ مریم... تم مجھے بھول گئے ہو بیٹھے۔ میں تمہاری ماں ہوں۔ میرے پاس آؤ بیٹھے۔ تم مجھے سے محبت نہیں کرتے... اپنے جھگڑوں میں اُپھے رہتے ہو... مریم۔ مریم۔ میں تمہاری ماں ہوں۔ میرے پاس آؤ۔
میرے پاس آؤ۔

مریم اور پر جاتی ہے۔ چھت پر ایک چارپائی ہے اور وہاں ایک عورت ہے۔ جناس کی ماں ہے اسے بلا رہی ہے مریم اس کے پاس جاتی ہے۔ اس کا ہیولا غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن مریم پر لیشان نہیں ہوتی۔ اب وہی آوازیں نیچے سے آ رہی ہیں اور مریم ان کو سنتی ہے، نیچے اترتی ہے۔ صحن میں آتی ہے۔ صحن کا دروازہ کھول کر گلی میں جاتی ہے۔ اب وہ گاؤں کی گھیوں میں سے گذر رہی ہے۔ گاؤں سے باہر آتی ہے۔ اور وہ موسیقی اور وہ آوازیں آ رہی ہیں۔ جیسے وہ مجبور ہو کر ان کے پیچھے پیچھے جا رہی ہے۔ بالآخر وہ اس مقام تک پہنچتی ہے۔ جہاں اس کی نہیں ہے۔ وہ اپنی زین پر بیٹھ کر اٹپیان کا سانس لیتی ہے۔ اُسے مٹھی میں لیتی ہے۔ جیسے وہ تندرست ہو گئی ہے، وہ مسکراتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو میکتے ہیں۔ جو مٹی میں جذب ہوتے ہیں۔ ہے تو روشن کھڑا ہے۔ وہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ دیتا ہے۔

مریم کھڑی ہوتی ہے اور جوڑا نگ روشن پکڑے ہوئے ہے، اس کو تھام لیتی ہے جیسے اب وہ بھی راکھی میں شرکیں ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی امانت علی خان کا "اے دلن پیارے دلن" اور لیپ ہوتا ہے۔

(اختتام)

○ جنگل میں راستہ

پہلا منظر

ایک تنگ گھنی۔ بھلی اتنی تنگ ہو کہ ہاتھ پھیلانے سے کسی ایک دیوار کو لگیں نہ میان میں بہتی ہوئی نالی۔ فرید سکول سے واپس آ رہا ہے، مگر میں بستہ بہت صاف ستھراڑ کا۔ بال بھی بنے ہوئے اور بیاس بھی بے داغ۔ بہت احتیاط سے قدم رکھتا ہے، پا نکل آہستہ چلتا ہے۔ اس گھنی میں سے گزر کر گھر پہنچنے تک تین جگہ ایسی ہوں چاہیں وہ ایک ہاتھ سے چھوکر گزرتا ہے۔ جیسے بچے مختلف چیزوں کو ہاتھ لگا کر چلتے جاتے ہیں۔ یہ جگہیں آٹھ ڈور کی مناسبت سے چن لی جائیں۔ اس منظر پر ٹیک پہ چل سکتے ہیں۔

— ۶۴۲ —

دوسرा منظر

فرید گھر کے دروازے میں سے اندر آتا ہے۔ گھر جیسا کہ قصبوں میں مذکول کلاس فانڈاؤن کا ہوتا ہے۔ ایک دیسخ صحن۔ سامنے برآمدہ اور زیجھے دوکرے۔ ایک کونے میں پانی کا نل یعنی ہینڈ پپ اور دوسرے کونے میں باورچی خانہ دیکن

اس کے لیے تھرا نہ بنائیے گا، فرش کی سطح پر ہونا چاہیئے، فریدیا اند ر آتا ہے۔ اپنابتہ رکھتا ہے۔ نلکے سے منہ ہاتھ دھو کر باورچی خلنے میں چاتا ہے۔ وہاں اسے معلوم ہے کہ روٹی کہاں ہوگی، اور اچار بیساں وغیرہ کہاں۔ نکال کر کھانے لگتا ہے تو ماں صرف پکنالی رکھے اند ر آتی ہے)

ماں :- فریدیہ پتھر یہ ٹبکی رکھ دے ہاتھ سے۔

فریدیہ :- کیوں اماں جی؟

ماں :- ضرور رات کی باسی روٹی کھانی ہے تم نے... بگرم بگرم سکینہ ماچھن نے تنوری گرم کرنے میں دیر کر دی۔ یہ لے۔ ہے ناگرم؟

فریدیہ :- جی اماں جی۔

ماں :- جی اماں جی۔ ہاں اماں جی... پتھر لوگوں کے پتھر تو دن رات ٹڑپاتیں کرتے ہیں اپنی اپنی ماڈوں کے ساتھ اور تو... صابر شاگر... جی اماں جی۔ اور ہاں اماں جی....

فریدیہ :- (مسکرا کر) جی اماں جی۔

ماں :- مجھے تو بڑا شوق ہے کہ تو میرے ساتھ ہر وقت گالڑوں کی طرح پڑپتھر پاتیں کرے... پر تو توجہ سے پیدا ہوا ہے... نیڑا آیئنے سے میری ہو بلقیس کو... اس کے ساتھ رجھ کے باتیں کر دیں گی۔

فریدیہ :- اس نے تیرے کاں کھایا ہیں اماں جی۔ دہ تو زراشیپ ریکارڈ رہے۔

ماں :- (اس کی طرف غور سے دیکھتی ہے)، یہ چیر تم نے خود نکالا ہے؟

فریدیہ :- (مشتمنہ ہو کر) ہاں اماں جی۔

ماں :- تمہیں کتنی پار کہا ہے کہ خود جو مرنی کر۔ ہاتھ منہ دھو... جو مرنی... پر تیری کنگھی ہمیشہ میں کروں گی۔ اب یہ ٹیڑھا چیر نکال کر بیٹھا ہوا

ہے ادھر آ۔

فریدا ٹھکر پاس جاتا ہے۔ اماں کنگھی کرتی ہے۔ پیار سے چیرسیدھا کرتی ہے۔
ماں :- فرید تو ماشا راللہ جب بال چتوں والا ہو جائے گا ناں... جب تو برا
سارا مرد بن جائے گا۔ تب بھی یہی نے ہی تیری کنگھی کرنی ہے۔ ٹھیک
ہے ناں؟

فرید :- ہاں ہماں جی ...

ماں :- (سر جھٹک کر) ہا پائے تو نے جی اور ہاں اماں جی کے علاوہ مجھے اور
پچھے نہیں کہنا؟

فرید :- نہیں اماں جی۔

تیسرا منتظر

رات کا دقت۔ فرید ایک مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبے ہونے کمرے میں داخل
ہوتا ہے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے، اور جب پچھے نہیں دکھاتی دیتا تو
پریشان ہو جاتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھ کر بالآخر ماچس تلاش کرتا ہے اور ایک
یہ پ جلاتا ہے۔ جس میز پر اُس کی کتابیں وغیرہ پڑی ہیں گری پر بیٹھ کر یہ پ
کی لوگو دیکھتا ہے، یہ پ کی لوادر فرید کی آنکھوں کے انٹرکٹ۔ آنکھوں میں یہ پ
کی روشنی۔ خود رشید ہاتھیں دردھ کا جھاس پکڑے اندا آتی ہے۔ اسے مگن
کھیتی ہے، اور شرارت سے یہ پ کی لوگوں کی مارنی ہے۔ جھملاتی ہے، فرید
پریشان ہو جاتا ہے۔

فرید :- بھابی... اوہ ...

بھائی :- کیا نظر آتا ہے اس میں تمہیں۔

فرید :- (پھر لوگی جانب دیکھتا ہے) اس میں ہے بھائی اس تو کو منکری باندھ کر دیکھتے جاؤ تو روشنی کے چمکتے بھروسکتے دریا نظر آتے ہیں ... جیسے نور کی بارش ہو ... جیسے ...

بھائی :- (مسکراتی ہے) یہ دودھ پی لو۔

فرید :- بھائی نے اس ہمینے کاٹ رافٹ بھیج دیا؟

بھائی :- تمہیں پیسوں کی ضرورت ہوتو ...

فرید :- نہیں نہیں بھائی اب بھائی کو واپس آ جانا چاہیے۔

بھائی :- رقد رے جذباتی، ہاں اب تو آئی جانا چاہیے۔ بہت کما یاں ہو گئیں۔ اُدھرا بودھی سے آیا ہے شادی کی ہے اور چوتھے روز فلاٹ پر واپس ... یہ کوئی بات تو نہیں فرید ... ہم نے پھوکنی ہیں کما یاں۔

ماں کی آواز آتی ہے۔ خورشید۔ خورشید۔

لے میں نے تو ابھی برتن بھی صاف کرنے ہیں ... آئی اماں جی۔

خورشید جاتی ہے، فرید پھر بیپ کی توکو گھومنے لگتا ہے۔

— ۵۷۳ —

چوتھا منتظر

اسی گلی میں سے فرید سکول جا رہا ہے۔

— ۵۷۴ —

دہی صحن۔ تین چار پائیاں۔ دو خانی۔ صح کی ہلکی روشنی۔ مرغ کی پانگ وغیرہ بھائی خورشید گھر کے کام کا جیسیں مصروف اماں جی کھانا وغیرہ بنارہی ہے۔ اس

دولان فریدا ٹھتا ہے۔ آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھ کر پھر لیٹ جاتا ہے (دُنْزَالُو)

روشنی نریادہ ہو چکی ہے اور فریدا بھی تک سور ہاہے۔

مال :- فرید۔ فرید پڑا ٹھ۔ سکول نہیں جانا؟

فرید :- (آنکھیں کھولتا ہے) کیا ہے اماں جی !

مال :- پڑا ٹھ۔ سکول نہیں جانا۔

فرید :- (اردو گرد نگاہ ڈال کر) لومنہ انڈھیرے چلا جاؤں سکول۔

مال :- منہ انڈھیرے ہے (مسکرا کر) لواد پر سے شکر دپھر ہونے کو ہے اور کہتا ہے منہ انڈھیرے۔ اٹھ پڑ۔

فرید :- (اٹھتا ہے۔ دیکھتا ہے) ہر ماں ابھی تو سورج بھی نہیں لگلا ...
انڈھیرا ہے ہر طرف۔

مال کو پک دم احساس ہوتا ہے کہ کچھ گھوڑ بڑ ہے۔ اٹھتی ہے اور اس کے پاس آتی ہے۔

مال :- انڈھیرا پڑ رہا ہے

فرید :- صبح تو ابھی نہیں ہوتی ناں ناں اماں جی ...

مال :- اس کے سامنے بیٹھتی ہے، فرید ہر طرف روشنی ہے۔

فرید :- نہیں ہے اماں جی۔

آنکھیں ملتا ہے دیکھتا ہے۔

کیا پچ پچ صبح ہو گئی ہے ؟

مال :- ہاں پڑ۔

فرید :- تو پھر... تو پھر... (ماں سے چٹ جاتا ہے) ہر طرف انڈھیرا کیوں ہے۔

صحیح کہاں گئی اماں جی ...

مال :- ماں صدقے پڑے۔ تجھے شاید چکر آگیا ہے اس لیے خورشید۔ خورشید
خورشید اندر سے آتی ہے۔

ڈیور کا سرپردا بارے چکر آگیا ہے۔ میں حکیم احمد دین سے شربت لے کر
آتی ہوں۔ میں ابھی آئی چن فرید۔

خورشید اس کا سرد بانے لگتی ہے۔ کیمرہ فرید کی آنکھوں پر۔

— ۵۷۲ —

پا تھواں منظر

اماں فرید کو سامنے بٹھا کر پیارے سے کنگھی کر رہی ہے، اور وہ اس کی جانب
دیکھ رہا ہے۔

فرید :- سکول سے میرانام تو نہیں کٹ جائے گا اماں جی۔

مال :- ہم نے کیا کرنا ہے سکول جا کر۔ دفع کرو۔

فرید :- آپ رہی تو کہتی تھیں کہ ان پڑھ بندے اور جاؤز میں زیادہ فرق
نہیں ہوتا اور اب

مال :- بڑی ہیں نوجہاتیں۔

فرید :- اماں جی تحصیل ہسپتال کے ڈاکٹرنے کیا کہا تھا ایک طرف جا کے۔

مال :- وہ کہتا تھا تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔

فرید :- مسکرا کر، نہیں اماں جی۔ میرے کان بڑے ہاریک ہیں۔ میں نے
سُن لیا تھا۔ اس نے کہا تھا یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ ہے نا؟

مال :- نہیں نہیں ... تو نے ڈرنا نہیں پڑا۔ ڈرنا نہیں ... میں جو پرے

ساتھ ہوں۔ میں تیرا خیال رکھوں گی، تجھے نہ لاؤں گی، کپڑے پدلوں
گی۔ جہاں کہو گئے لے کر جاؤں گی۔

کنگھی کرتی ہے اور ردتی ہے۔

چھٹا منظر

صحن کا ایک گونہ۔ یہاں ڈزاو کے ذریعے فرید کو بیٹھے دکھایا جائے۔ آہستہ آہستہ دن
گزرتے ہیں۔ فرید جو پہلے بہت صاف سمجھا تھا۔ اب بالکل فقیروں کی طرح ہو چکا ہے۔
خلاوں میں گھومنہ ہاہے۔ اس کونے میں کچھ ایسی چیزیں ہوئی چاہیں۔ جن سے صحن کے
اس حصے کی پا آسانی شناخت ہو جائے... کمیرے کو چہرے کی جانب لے جاتے ہوئے
ماں اور بھائی کے مکالمے ۱/۵ ہوتے ہیں۔ یہ مکالمے سرگردیوں میں ہیں۔

ماں :- (رنہی ہوئی آواز میں) پرمیرے بعد اس کا کیا ہوگا۔ میں تو اب بھی اس کا
خیال نہیں رکھ سکتی... مجھے میں اتنی ہمت طاقت کہاں ہے کہ اسے ہر وقت
ساتھ پہلے ہے پھر وہ نہ لاؤں دھلاؤں کپڑے پہناؤں غسل خانے لے
کر جاؤں اور پھر ماشام اللہ جوان ہے۔ آخر میں کب تک...
بھائی :- میں اس کا خیال رکھوں گی اماں...

ماں :- نہ پتہ۔ دوسروں کی چنگی بھلی اولاد نہیں پائی جاتی۔ یہ غریب تو پھر
نابینا ہے...

روتے ہوئے

اس نے گھیوں میں دھکے کھانے ہیں میرے بعد فقیر ہو جانا ہے۔ سودائی
ہو جانا ہے۔